Irshad Fi-Masalatiz Zowad
by
Abdul Latif

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش سراپا درِ معظم جناب حاجی محمد سعید صاحب سلمہ اللہ الواہب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹوله نمبر ۸۵

ارشاد فی مسئلۃ الضاد

باہتمام کمترین محمد فخر الدین مہتمم و مالک مطبع ابن جناب حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم و مغفور

مطبع فخر المطابع واقع لکھنؤ میں طبع شد ۱۳۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ - اما بعد یہ ایک بیان ہے مسمی بالارشاد فی مسئلۃ الضاد بعنوان
استفتا مع الجواب کے اور قول فیصل اور محاکمہ ہے اُس نزاع وفساد کا جو مدت دراز سے اس ملک کے خواص و عوام مین قراءۃ
ضاد کے مقدمے مین بپا آتا ہی کہ بعضے اُسکو مشابہ ظا کے پڑھتے ہین اور اکثر عوام مانند دال خالص کے اور بعض خواص مانند دال
پر کے پڑھتے ہین اور کوئی دال کے ساتھ واؤ بھی ملا لیتے ہین یعنی دواد پڑھتے ہین اور خراسانی اہل غزنین وغیرہ کے منہ سے غواد
سنا گیا ہی یعنی وہ لوگ غین اپنی طرف سے بڑھا دیتے ہین اور خود اس فقیر کا اپنے کانون کا سنا واقعہ ہی کہ مقام کنار
علاقہ افغانستان مین بڑے حاجی صاحب مرحوم کے وقت مین جو مشہور بزرگ اور معاصر اخوند صاحب سوات علیہ الرحمہ کے
تھے ایک امام ضعیف العمر کو دیکھا کہ ولا الضالین کو ولغوالین پڑھتا تھا الغرض اسیطرح کوئی کچھ پڑھتا ہی اور کوئی کچھ اور
ہر فریق اپنی قراءۃ کو صحیح بتاتا ہی اور دوسرون کی قراءۃ کو غلط ٹھہراتا ہی اور یہ اختلاف باہم موجب طعن و تشنیع و سب و شتم
کا ہو رہا ہی بلکہ کہین کہین مار پیٹ بھی ہو جاتی ہی انا للہ وانا الیہ راجعون و در اصل کوئی فریق اُنمین خالی افراط و
تفریط سے نہین کاش سب اپنی نفسانیت و تعصب سے جدا ہو کر اس قضیہ کا فیصلہ تصانیف سلف صالحین و روایات و
اقاویل ائمہ دین پر چھوڑ دیتے پھر بعد تحقیق و تتبع و ظاہر ہونے امر حق کے ہمہ تن اُسکے پابند ہو لیتے تا کہ اس ناحق
جنگ و جدال و اختلاف فی القرآن مین جو باعث ہلاک ابدی و نقصان دینی و دنیوی ہی نہ پڑتے صحیح یا غلط پڑھنا تو ایک
طرف رہا باہم سب و شتم اور لڑائی و فساد بلا پر بلا اور ستم پر ستم ہی الغیاث الغیاث احادیث مین ایسے اختلاف سے سخت نہی آئی
ہی اختلاف فی القراءۃ زمانہ نبوی و صحابہ سے برابر چلا ہی آتا ہی کیونکہ افراد بشر کو حق تعالی نے مختلف اللسان بنایا ہی

ب آدمی تلفظ مین یکسان نہین ہین وبا اینہمہ کسی زمانے مین یہ امر باعث اتنی سخت گیری یا باہمی فساد و غوغا کا نہین ہوا
اکہ اس زمانے مین ہو پڑا ہی اللہم احفظنا غلط پڑھنے والیکو بتا دیتا آیا ہی کہ صحیح پڑھ نہ یہ کہ اُسے دشمن سمجھ لیا جاوے
ا اُسپر بھی لازم ہی کہ بتانیوالے کا احسان مانے آزردہ نہووے جسطرح وہ بتاوے اُسکے سیکھنے مین کوشش کرے
غلطی پر اڑ نہ رہے اگر باوجود کوشش کے بھی صحیح نہ پڑھ سکے تب معاف ہی لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا مگر مدت العمر
ش نہ چھوڑے۔ حق سبحانہ کا یہ کرم کہ کسی بندے پر اُس کی طاقت سے زیادہ بار نہین ڈالتا بھول چوک نہین پکڑتا
حرف کے عوض دس دس حصہ ثواب عطا فرماتا ہی جس کے منہ سے صحیح حرف آسانی سے نہ نکل سکے اور وہ بار
سکے پڑھنے مین کوشش کر کر مشقت اُٹھاوے تو اُسکو دوہرا اجر ملتا ہی اور جسکو جہان سے آسان معلوم ہو
ے پڑھے اور جتنا پڑھ سکے اُتنا ہی پڑھے کسی خاص حصے اور مقدار کا تقید نہ فرمایا۔ محدث یعنی بے وضو
کے لئے بھی قراءۃ مباح فرمائی اور جناب نبوی کی یہ شفقت کہ قراءۃ کی آسانی چاہنے مین بار بار سوال و مراجعت
تے رہے یہانتک کہ درگاہ الٰہی سے سبعۃ احرف تک کی اجازت آگئی جیسا کہ احادیث آئندہ سے واضح ہوگا پھر
ی عنایات پر نظر نکرکے آپس مین جھگڑنا سراسر ناشکری اور احسان فراموشی ہی خدا اور رسول کی جابرؓ سے مروی
ایکدن باہر نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم لوگ چند آدمی جنمین عربی و عجمی دونون قسم کے لوگ موجود تھے
ۃ قرآن مین بایکدیگر مشغول تھے سو فرمایا کہ پڑھے جاؤ تم سب اچھا پڑھتے ہو پھر عنقریب ایسے لوگ آوینگے
نکو سیدھا کرینگے جیسے تیر کو سیدھا کرتے ہین یعنی نہایت سنوار کے پڑھینگے اور بہت مبالغہ اختیار کرینگے عمل قراءۃ
ی وہ لوگ دنیا ہی مین اُسکا فائدہ لے لینگے آخرت کیواسطے کچھ نہ رکھینگے یعنی ریا اور نمود کیواسطے پڑھینگے تو اُنکو
ت مین وہ پڑھنا کچھ کام نہ آویگا۔ رواہ ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ۔ اس حدیث سے
م ہوا کہ اصل اس مقام مین للٰہیت اور نیت صالح ہی ظاہری سنوار و بگاڑ کا عند اللہ کچھ اعتبار نہین یہی وجہ
بعض بزرگان دین جیسے امام رازیؒ و امام غزالیؒ وغیرہما تمیز مخارج مین زیادہ زور لگانا ضرور نہین جانتے
ی قبیل سے ہی تجویز فرمانا امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ کا قرارت فارسیہ کو واسطے غیر معذور کے قراءۃ
یہ سے کہ قراءۃ عربیہ کے الفاظ کی فصاحت و بلاغت و حسن نظم کے طرف ذہن متوجہ ہو کر اصل مقصود ہے
ضور مع اللہ اور تدبر و تفکر فی المعانی ہی غفلت آجاویگی چنانچہ اسوجہ کی نور الانوار مین تصریح موجود ہی
ضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ مین نے ہشام بن حکیم کو دیکھا کہ نماز مین سورۂ فرقان میری قراءۃ کے خلاف پڑھ
ہی مجھسے رہا نہ گیا چاہا کہ وہین پکڑ لون مگر نماز کے لحاظ سے تھم گیا بعد نماز نہایت درشتی سے اُسے کھینچتا ہوا حضرت

پاس لیچلا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جسطرح آپنے مجھے پڑھایا ہی اُسکا اُلٹا یہ پڑھتا ہی فرمایا کہ چھوڑ دے
اُسکو پھر اسکو فرمایا کہ پڑھ اُسنے اُسی طرح پڑھا جیسا کہ میرے سامنے پڑھا تھا فرمایا کہ ایساہی نازل ہوا
پھر مجھے فرمایا کہ تو بھی پڑھ مین نے جیسا مجکو آتا تھا پڑھا فرمایا کہ ایساہی نازل ہوا ہی بے شک یہ قرآن اوترا
سات حرفون پر سو پڑھو جسکو جسطرح آسان معلوم ہو متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ ابن مسعودؓ بھی اسیطرح ایک شخص
غلط خوان سمجھکر حضور مین پکڑ لائے تھے آپ بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تم دونون اچھا پڑھتے ہو بس تم لوگ آپس
جھگڑا نہ کیا کرو البتہ تم سے اگلے لوگون یعنی یہود و نصاریٰ نے ایسے ایسے جھگڑے کیے تو ہلاک ہوے۔ رواہ البخاری
کذا فی المشکوٰۃ۔ ابی بن کعبؓ بھی ایک مرتبہ دو شخصون کو جنکی قرأت مین نہ آپس ملتی تھین اور نہ انکی قرأت سے
موافقت رکھتی تھین پکڑ لے گئے حضرتؐ نے اُن دونون کی قرأت سنکر فرمایا کہ اچھا پڑھتے ہین آبی کہتے
ہین کہ میرے دل مین کچھ وسواس سا پڑ گیا حضرتؐ نے نور باطن سے میرا حال پالیا اور دست مبارک میرے
مین مارا کہ یکایک مجھے پسینہ آگیا اور وہ وسواس یکبارگی دل سے جاتا رہا پھر فرمایا کہ اے ابی مجھے حکم ہوا کہ قرآن
کو ایک لغت مین پڑھون تو مین نے سوال کیا کہ میری امت پر تخفیف ہو تو دو لغت مین پڑھنے کا حکم ہوا پھر مین
وہی سوال کیا تو سات لغت مین پڑھنے کی اجازت ملگئی۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی و احمد و ابوداؤد و النسائی کذا فی
المشکوٰۃ۔ اور اُن ہی سے مروی ہی کہ ملاقی ہوئے جبرئیلؑ آنحضرتؐ سے پس فرمایا آپنے کہ اے جبرئیلؑ مین
گیا ہون طرف اُمی امت کے جنمین بڑھیان اور بڈھے اور غلام اور لونڈیان اور ایسے لوگ ہین جو محض
ناخواندہ ہین تو کہا جبرئیلؑ نے کہ یا محمدؐ بیشک قرآن اُتارا گیا ہی سات حرفون پر۔ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ
ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پڑھایا مجکو جبرئیلؑ نے قرآن ایک حرف پر
پھر بار بار زیادتی کا سوال کرتا گیا مین اور وہ زیادہ کرتے گئے یہانتک کہ سات حرف تک پہونچے۔ کہا ابن شہاب
نے جو راویون مین سے اس حدیث کے ہین کہ مجھے یون پہونچا ہی کہ ان سبعۃ احرف کی گنجایش وہین ہوگی کہ جہان حرام
اور حلال حلال نہ ہے یعنی اختلاف لفظ کے سبب سے معنی متغیر فاحش نہو جاوین بلکہ اصل مطلب سبکا ایک ہو متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ

مولوی عزیز الرحمن صاحب مفتی مدرسہ نے بھی نہایت دلنشین اور محققانہ جواب رسالہ فرماکر ممنون فرمایا اگر گنجایش مقام ہوگی تو البتہ اسکی نقل بھی درج ہوگی ۱۲

استفتا

کیا فرماتے ہین علماے دین و فضلاے محققین اس مسئلے مین کہ آجکل کے اکثر حافظ وغیر حافظ عرب و عجم کے لفظ ضالین کو دالین دال مہملہ خالص یا پر سے پڑھتے ہین اور کتنے واو کی ملونی سے دوالین پڑھتے ہین اور اسیطرح جہان حرف ضاد آتا ہی اُسکو ایسا ہی پڑھتے ہین اور ضد کرتے ہین رواج عام اور کثرت کی بابت ملکون مین پشت در پشت یہی رواج چلا آتا ہی اپنے استادان پیشواؤن سے اسیطرح سنتے آئے ہین اور کتنے لوگ ضالین پڑھتے ہین خاے معجمہ سے اور اسیطرح جہان حرف ضاد آتا ہی اُسکو ظا سے تبدیل کرتے ہین اُنکی سند یہ ہی کہ ضاد کا کما ینبغی ادا کرنا بہت دشوار ہی بوجہ سخت شباہت کے ساتھ ظا کے جیسا کہ ائمہ قراءۃ وغیرہم کا اُسپر اتفاق ہی اور فقہا بھی اسمال مین اجازت دیتے ہین تبدیل ضاد بالظا کی چنانچہ فلان فلان کتاب مین یہ حکم موجود ہی اب اہل زمانہ کا حال تو اظہر من الشمس ہی کہ دین کے کامون مین سراسر حیلہ جو اور پست ہمت ہورہے ہین ایسون کو اشارہ ملنا اس امر کا کہ ضاد کے عوض ظا پڑھ لینا بھی درست ہی بس ہی اور نہ پوچھینگے کہ کس کے لئے اور کس حال مین یہ حکم ہی سب اسی کروٹ پر اولٹ پڑینگے بلکہ دیکھا ہی جارہا ہی کہ جا بجا بے تکلف ظالین پڑھنے کا چرچا عموما جاری ہی بچونکو ابتدائی تعلیم مین یہی سکھایا جاتا ہی رعایت تجوید و تمیز مخارج کو بالکلیہ لوگون نے چھوڑ رکھا ہی سو گذارش ہی کہ ان دونون سندون سے کونسی سند معتبر ہی رواج عام کی یا حوالہ کتب کی اور فقہا نے جو اجازت دی ہی تو وہ کیسی اجازت ہی علی الاطلاق یا بقید کسی قید اور بشرط کسی شرط کے ساتھ ہی و نیز نماز کس فریق کی قراءۃ سے صحیح اور کسکی قراءۃ سے فاسد ہوگی بینوا توجروا

الجواب

اقول وباللہ الاعتصام سند کثرت اور رواج عام کی کسی امر مین [illegible] بے اصل محض اور لغو ہی ہر چند زمانہ دراز سے کوئی امر مروج چلا آتا ہو لیکن کتب شرع سے اُسکی اصل نملتی ہو تو اُسکا کچھ اعتبار نہین سند وہی معتبر ہی جسکا ثبوت صراحۃً یا اشارۃً کتاب و سنت یا دیگر کتب معتبرہ شرع سے نکلتا ہو اور رواج بھی وہی رواج قابل اعتبار ہی جو زمانہ نبوی یا اصحاب یا تابعین یا تبع تابعین مین پایا گیا ہو فریقین کو چاہیے کہ مطابق ہدایت سطور بالا کے تعصب و عناد سے یکسو ہو کر تن اسطرف متوجہ ہو کر غور سے سنین اور انصاف سے دیکھین کہ کتب شرع سے مسئلہ کیا فیصلہ ظاہر ہوتا ہی یہ فقیر بلا لحاظ پاسداری احد الطرفین صاف صاف حق کو بیان کردیگا انشاء اللہ تعالی وما علینا الا البلاغ مختصر خلاصہ بیان بندہ کا یہ ہی کہ حتی المقدور کوشش کرنا تصحیح حروف و تمیز مخارج مین سب پر فرض ہی بلا عذر باوجود قدرت صحیح ادا کرنے کے عمداً جو شخص مثلاً ضاد کو ظا یا دال پڑھے گا وہ بیشک گمراہ ہی اور نماز اُس کی فاسد اور بعض روایات مین اُسپر کفر کا حکم آیا ہی مخرج ہر ہر حرف کا جداگانہ ہی پس اسیطرح ضاد اور ظا اور دال ان تینون کا بھی اپنا اپنا مخرج خاص ہی

ہر ایک کو اسکے خاص مخرج سے مع رعایت دیگر صفات کے حتی الوسع ادا کرنا ضروری ہے اور جو کوئی معذور ہو یعنی ہر چند کہ کوشش و ریاضت میں کمی نہیں کرتا مگر تب بھی اُس سے ادا نہیں ہو سکتا سو اس سے جو ہو سکے وہی کافی ہے اور چونکہ ضاد کا کما حقہ ادا کرنا واقعی دشوار ہے اور امتیاز اسکا ظاء سے بسبب تشارک اکثر صفات کے سخت مشکل ہے جیسا کہ روایات آیندہ سے واضح ہوگا لہذا جو شخص اسکے کما ینبغی ادا کرنے سے عاجز ہو وہ اسکے عوض ظاء پڑھ سکتا ہے یا وہ بھی نہو سکے تو ذال معجمہ پڑھے اور دال مہملہ ہرگز نہ پڑھے کہ ضاد اور دال مہملہ کا کچھ تشابہ و تشارک آپس میں نہیں ہے پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ضاد کو ظاء سے بدلنا مطلقاً کسی کے حق میں جائز نہیں یا جو لوگ مطلقاً جائز کہتے ہیں معذور و غیر معذور اور عمد و غیر عمد کا کچھ فرق نہیں کرتے یہ دونوں فریق راہ انصاف سے برطرف اور کتب شرع سے برخلاف چلتے ہیں اب ہم پہلے بالتفصیل وہ روایات ذکر کرتے ہیں جنمیں تاکید آئی ہے کہ ہر ہر حرف کو حتی المقدور کما ینبغی اُسکے مخرج سے ادا کرنا چاہیے باوجود قدرت کے رعایت نکرنیوالا گنہگار یا کافر ہے اور نماز اُسکی فاسد اور امامت اُسکی ناجائز ہے

فصل تفسیر فتح العزیز میں قولہ تعالی ورتل القرآن ترتیلا کے متعلق لکھا ہے کہ ترتیل در لغت روشن و واضح خواندن امی گویند و در شرع چند چیز در خواندن قرآن ضرورست تا کمال ترتیل حاصل شود اول تصحیح حروف کہ بجاے ضاد ظا و بجاے طا تا نہ برآید انتہی اور اُسمیں متعلق آیہ وما ہو علی الغیب بضنین کے لکھا ہے و فرق درمیان ضاد و ظا بسیار مشکل است اکثر خوانندگان این ہر دو را یکسان می برآرند نہ در مقام ضاد ضاد میشود و نہ در مقام ظا ظا مخرج این ہر دو حرف را جدا جدا انتہی ملخصاً قاری قرآن را ضرورست انتہی اور قواعد القرآن اور نہایات البیان میں لکھا ہے کہ ضاد و خوانندہ را در حروف بر زبان سخت باید کہ نیک رعایت کند تا مشابہ ظا یا زا نشود انتہی اور رعایہ میں ہے لا بد للقاری من التحفظ بلفظ الضاد حیث وقعت الی ان قال ومتی فرط فی ذلک اتی بلفظ الظاء او الذال یعنی قاری کو ضرور ہے کہ ضاد کو خوب سنبھال کر پڑھے جہاں کہیں آوے اور جب کچھ قصور کریگا تو ظا یا ذال بن جاویگا اور اوسی میں لکھا ہے فہو امر یقصر فیہ اکثر من رأیت من القراء والائمۃ یعنی ہمنے بہت قاریوں اور اماموں کو دیکھا کہ ضاد کے سنبھالنے میں قصور کرتے ہیں اور مجالس الابرار کی مجلس سادس و اربعون میں بہت طویل بیان ہے جسکا خلاصہ منقول ہوتا ہے قال الاصفہانی ما لم یتواتر من القراءۃ الشاذۃ فحکمہا فی الصلوۃ حکم کلام البشر واذا لم یکن الشاذ فیہ حکم القرآن ولم یجز قراءتہ فی الصلوۃ فما ظنک بالقراءۃ التی لیس من القراءات المتواترۃ ولا من القراءۃ الشاذۃ بل ہی لحن محض ہل یکون لہ حکم القرآن وہل یجوز قراءتہ فی الصلوۃ التی ہی فرض علی الناس بعد الایمان ولا احد یرکانہا قراءۃ القرآن الذی انزل بافصح اللغات فلا بد ان یقرء بافصح اللغات وہو التحقیق وذلک لا یا بالتجوید فعلی ہذا یکون العمل بالتجوید فرضا لازما لانہ تعالی انزل القرآن بالتجوید حیث قال ورتلناہ ترتیلا والمراد بالترتیل التجوید بدلیل

ان علیا رضی سئل عن قوله تعالی ورتل القرآن ترتیلا فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفة الوقوف فاذا کان التجوید فرضا یکون
ما ینافیه حراما لان القرآن انما کان معجزا بالفصاحة لفظه وبلاغة معناه فقراءته بالتجوید قراءة بالفصاحة واذا لم یقرأ بالفصاحة
یکون لحنا والمراد باللحن ههنا الخطاء والمیل عن الصواب وهو جلی وخفی اما الجلی فهو خطاء یطرأ الالفاظ ویخل بالمعنی فی بعض المواضع
فیفسد الصلوٰة وقد یکون بنقص حرف وزیادته وابداله الی حرف آخر واما الخفی فهو خلل یطرأ الالفاظ لکن لا یخل بالمعنی ولا یفسد الصلوٰة
بل یخل بالفصاحة ویورث القباحة ولذا حرم فی القرآن کما ذکر فی البزازیة ان اللحن فیه حرام بلا اختلاف اذ قال الله تعالی قرآنا
عربیا غیر ذی عوج وهو انما یکون بتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتحقیق الغنة وغیر ذلک من ترک الادغام فی
محل الادغام وترک الاخفاء فی محل الاخفاء وترک الاظهار فی محل الاظهار وترک الاقلاب فی محل الاقلاب وترک التفخیم فی محل التفخیم وترک الترقیق
فی محل الترقیق فان فی ذلک کله وان لم یخل بالمعنی بل انما یخل باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لکن یخل بالفصاحة ولا قائل
من اهل الایمان بعدم فصاحة القرآن ولذلک حرمت هذه التغیرات کلها فی الصلوٰة وغیرها بیان ذلک ان القرآن انما نزل
بافصح اللغات التی هی لغة العرب العرباء وهی لغة قریش وهذیل وهوازن وثقیف وطی والیمن وبنو تمیم فلا بد ان یراعی فیه قواعد
لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها فالقاری اذا لم یراع ذلک کانه قرأ القرآن بغیر لغة العرب وهو ان کان قاریا
صورة لکنه لیس بقاری حقیقة بل هو مجازی ولهذا قال الامام ابن الجزری فی کتابه المسمی بالنشر لا شک ان الامة کما هم متعبدون
بفهم معانی القرآن کذلک هم متعبدون بتصحیح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقاة من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبویة
الافصحیة العربیة لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الی غیرها والناس فی ذلک بین محسن ماجور ومسیء آثم او معذور فمن قدر
علی تصحیح کلام الله تعالی باللفظ الصحیح العربی الفصیح وعدل عنه الی اللفظ الفاسد العجمی القبیح فانه مقصر بلا شک وآثم بلا ریب واما
من کان لا یطاوعه لسانه او لا یجد من یرشده الی الصواب فان الله تعالی لا یکلف نفسا الا وسعها لکن یجب علیه ان یجتهد جهده
لعل الله یحدث بعد ذلک امرا انتهی ما فی مجالس الابرار ملخصا۔ ونیز اوسی کتاب کی مجلس ثانی والخمسون مین هی من کان امیا ولم یطاوعه
لسانه علی تعلم القرآن ان کان یجتهد آناء اللیل واطراف النهار تجوز صلوته وفی او ان ترک الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلی هذا
کل من کان فی دار الاسلام وترک التعلم وبقی امیا وعناد ان یصلی صلوة قاری لا تجوز صلوته لان الامی انما تجوز صلوته
اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم یتمکن من التعلم واما اذا تمکن من التعلم ولم یتقید به فلا تجوز صلوته انتهی۔ اور
قاضی خان مین هی ان الرجل اذا کان لا یحسن بعض الحروف ینبغی له ان یجتهد ولا یعذر فی ذلک فان کان لا ینطلق لسانه
فی تلک الحروف ان وجد آیة لیس فیها تلک الحروف وقرأها فی صلوته تجوز عند الکل وان قرأ الآیة التی فیها تلک الحروف تجوز
صلوته لکن لا یؤم غیره وکذا اذا کان الرجل لا یقف فی موضع الوقف وکان یتنحنح عند القراءة لا یؤم غیره انتهی ما فی احیاء العلوم

کے ربع اول مین ہی وکیجہد فی الفرق بین الضاد والظاء یعنی ضاد وظا کے فرق مین کوشش کرے اور قصیدۂ جزریہ مین
ہی شعر والضاد باستطالۃ ومخرج * میز عن الظاء وکلہا تجی * یعنی ضاد کو دراز کرکے اسکے خاص مخرج سے پڑہو ظا سے
جدا اور نشر مین ہی فلیحذر من قلبہ الی الظاء فلیستعمل الریاضۃ یعنی ضاد کو ظا سے بدل جانے سے بچاوے اور اسمین محنت کرے اور
تقیید مین ہی وتصحیح لفظ الضاد وتجویدہ مما لابد للقاری منہ واعنی ذرخنہ وذلک لان الظاء شارک الضاد غیر الاستطالۃ ولذلک
اشتد شبہہ بہ وعسر التمیز واحتاج القاری فی ذلک الی الریاضۃ یعنی ضاد کا صحیح پڑہنا قاری کو بہت ضرور ہی کیونکہ ظا ضاد کے ساتھ
سب صفات مین شریک ہی سوا استطالت کے اور اسیوجہ سے اسکے سخت مشابہ ہی اور تمیز از یکدیگر دشوار ہی اور قاری کو اسمین
ریاضت کرنی پڑتی ہی اور رسالہ مقصود القاری مین ہی بدانکہ دانستن وخواندن قرآن بتجوید کہ آن عبارت از دادن حروف مہاست حق
آن حروف فرض عین ولازم ست بر ہرکس کہ قرآن خواند از برای آنکہ بتجوید نازل شدہ وہمچنین از انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بوسائط واساتذۂ ثقہ بما رسیدہ پس تارک آن آثم باشد وناخواندنش اولی ست از خواندن او چنانکہ در شرح مقدمہ محمد
ابن جزری آوردہ اگرچہ فقہای عظام بسبب آنکہ نماز فرض عین ست ودر زلت وخطا کردن بعض جا از تجوید وسعت کردہ نماز جائز
داشتہ اند اما بر ترک امامت ایچنین کس فرمودہ اند معلوم ست کہ معنی خطا وزلت فعلی نا شایستہ بی اختیار از کسی دانائی آن باشد
صادر شدن ست نہ آنکہ چیزی را کہ ندانند وراز لت گویند چنانچہ در وسیلۃ السعادۃ کہ یکی از کتب معتبرہ ومقدمات آوردہ بکسیکہ از
ادای حروف ورعایت قواعد قرآنی عاجز باشد بر و لازم ست کہ باقی عمر شب وروز در تعلم آن بکوشد والا نمازش جائز نیست
کما فی فتح القدیر لابن الہمام اور غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار مین ہی کہ شامی مین لکھا ہی کہ شارح یعنی صاحب درمختار کی ظاہر
عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ سب مسائل مین عدم فساد پر فتوی بزازیہ سے منقول ہی حالانکہ ایسا نہین بلکہ بزازیہ مین صرف
اعراب کی غلطی مین اگرچہ معنی بھی بگڑ جائین عدم فساد کا فتوی مذکور ہی اور باقی صورتون مین بصورت بگڑجانے معنی کے تو اکثر مشائخ
کے نزدیک فساد مذکور ہی جیسا کہ متقدمین کا قول ہی اور احتیاط اوسی مین ہی انتہی اور محاسن العمل مین ہی خلاصہ اس
تمام مقامات کا ع ح ہ ز ذ ظ ض مین فرق سیکھنا بہت ضرور ہی الیضاً اسمین ہی ز ذ ظ ض مین فرق یہ ہی کہ ز زبان کو دبا
کر پڑھی جاتی ہی کہ سیٹی کی سی آواز نکلے اور ذ آہستہ کہ سیٹی نہ نکلے اور ظا پر پڑہی جاتی ہی اور ض زبان کے
بائین کنارہ کو بائین طرف کی داڑھون سے لگا کے انتہی اور مجموعہ فتاوی حضرت مولانا محمد عبدالحی لکھنوی مین ہی
پس لازم ہی کہ ضاد معجمہ اپنے مخرج سے کہ ممتاز ہی مخارج تمام حروف سے اخراج کیا جاوے انتہی اسیطرح اور بہت سی کتب
معتبرہ فقہ وقراءت وتفسیر سے ثابت ہوتا ہی کہ ہر قاری قرآن پر تصحیح حروف وتمیز مخارج فرض ہی عمداً بلا عذر
ترک کرنا اسکا موجب گناہ عظیم اور بعض مقامات مین مفسد صلوۃ بلکہ موجب لزوم کفر ہی نجانا اللہ منہا ۔ ہر چند کہ

خطا و نسیان اس امت سے معاف ہین لیکن عمد معاف نہین ہی اور خطا و نسیان کے معاف ہونے کے بھی یہ معنی ہین کہ
عند اللہ یعنی احکام اخروی کے اعتبار سے محل مواخذہ نہین ہین نہ یہ کہ دنیوی احکام بھی اُنپر اصلاً مترتب نہین ہوتے دیکھو نماز یا
وضو و غسل وغیرہ مین اگر کوئی فرض یا واجب سہواً چھوٹ جاوے تو از سر نو پھر اُس عمل کا استیناف یعنی دوہرانا فرض یا واجب
ہوتا ہی - یہانتک تو بیان ہوا روایات نقلیہ کا اب عقل سلیم سے پوچھو تو وہ بھی یہی حکم دیگی بچند وجوہ اول
نازل فرمانا حضرت شارع کا حروف تہجی کو جدا جدا کہ یہ دلیل روشن ہی اس امر کی کہ ہر ہر حرف مقصود بالقراۃ ہی اور کیون
نہو کہ اختلاف فی اللفظ منجر ہی طرف اختلاف فی المعنی کے تو اگر اختلاف لفظی کا دائرہ بس وسیع کر دیا جاوے الی ما لا نہایۃ
تب جانب معنی کا بھی کچھ ٹھکانا اور حد باقی نہ رہیگی پس بسا اوقات ایسا بھی ہوگا کہ اصل مطلب سے بنہایت بعید یا صاف
اُلٹا مطلب نکلے گا بلکہ کبھی وہ لفظ بالکل مہمل و بے معنی ہو جاویگا اور یہ امر موجب فساد عظیم و سبب تبدیل و تحریف کا ہی اختلاف کی گنجایش
وہین تک ہی جہانتک کا اذن شرع سے حاصل ہی اور وہ منحصر ہی آجکل قرات سبعہ متواترہ معروفہ مین نہایت عشرہ تک
پس دوم مدون ہونا علوم صرف و نحو و قراۃ و معانی وغیرہ کا جنسے صحت جوہر و ہیت تلفظ کلمات کی شناخت ہوتی ہی اور
موجب ہین صیانۃ عن الخطا فی اللفظ و المعنی کے کلام عرب خصوصاً کلام الٰہی مین اور تاکید فرمانا ائمہ دین کا تمیز مخارج و رعایت
صفات حروف بالخصوص حروف متشابہۃ الصوت کے بارے مین یہ اتنا کچھ اہتمام مہمل اور خالی از غرض صالح نہین کہ اگر کیفما اتفق
جسکے منہہ سے جو نکلے وہی صحیح ہی ایسا ہوتا تو اتنے تکلفات و جانفشانیون کی کیا ضرورت تھی سوم ہمیشہ ذکر کرنا
فقہا کا اس مسئلے کو زلۃ القاری و خطاء القراۃ کے باب مین یہ بھی قرینہ ہی اس بات کا کہ عمداً مع القدرۃ مرتکب
ہونا تبدیل و تغیر حروف کا جائز نہین بلکہ بعض عبارات مین اسکی تصریح موجود ہی کما سیاتی چہارم طریق توسط و اعتدال
جو اس امت کو عنایت ہوا ہی ہر ہر امر مین اُسکا اقتضا بھی یہی ہی کہ امر دین مین نہ سر اسر تنگی و حرج ہو اور نہ یکبارگی
کشایش اور مطلق العنانی ہو - اگر کہو کہ احادیث مسطورۂ بالا سے تو بہت وسعت نکلتی ہی و نیز امام رازی و امام غزالی
و امام اعظم رحمہم اللہ کے نسبت جو اوپر مذکور ہوا ہی اُس سے بھی ایسا کچھ ظاہر ہوتا ہی تو ہم کہینگے کہ کیون نہین ہو سکتا
کہ وہان بھی یہی وسعت مراد ہو جسکا بیان ابھی ہو چکا یعنی وسعت محدود و محصور نہ غیر محدود اور جو جو اختلافات حضرت کے سامنے
پیش ہوئے ہون وہ سب اسی قبیل سے ہون کیونکہ کسی حدیث سے صریحاً نہین ثابت ہوتا کہ کوئی اختلاف اینمین سے خارج
از دائرہ اعتدال و مخل معنی مقصود تھا اور آپنے اُسکو مسلم رکھا بلکہ قول ابن شہاب کا جو روایت بخاری کے متعلق مذکور
ہوا ہی پورا قرینہ اور موکد اس احتمال کا ہی علاوہ اسکے خود اسی بات کے غور کرنے سے کہ آپ نے اختلاف کو جائز بھی
رکھا اور اُس سے منع بھی فرمایا یہ مطلب ثابت ہو سکتا ہی کیونکہ ایک شے بعینہ کیطرف حالت واحدہ مین امر و نہی

دونون کیطرح متوجہ ہوسکتے ہین پس لامحالہ اختلاف کے دو معنی لینے پڑینگے ایک اختلاف یہود و نصاری کا جو بقاعدہ
دبجد و موجب تحریف کلام الٰہی و باعث لعن و طعن بایکدیگر کا ہی وہ ممنوع اور موجب ہلاک ہی اور دوسرا اختلاف
محدود و محصور سالم عن الافراط و التفریط و غیر موجب للتحریف جو بنا بر دفع حرج و ضیق کے جائز رکھا گیا ہی وہ ماذون
و مشروع و شعبہ رحمت الٰہیہ ہی۔ خیر یہ تقریر جواب کی جو ذکر کی گئی طبعی تقریر ہی اس فقیر کا تحقیقی اور کتابی جواب یہ ہی کہ وہ
سب احادیث محمول ہین ابتداے اسلام پر کہ اول امر مین واسطے دفع حرج و کمال تخفیف کے سات لغات تک کے
پڑھنے کی رخصت دی گئی تھی لیکن اخیر مین حضرت عثمان رضہ کی خلافت مین باجماع صحابہ صرف لغت قریش ہی برقرار
رکھا گیا اور دیگر سب لغات کا اعتبار جاتا رہا جیسا کہ بخاری مین بروایت انس رضہ مروی ہی یعنی عثمان رضہ نے باتفاق
کبراے صحابہ اور سب لغتون کو دور کرکے فقط قریش کی لغت کو جسمین قرآن نازل ہوا تھا باقی رکھا اور چند عدد مصاحف
نقل کراکر ایک اپنے پاس مدینے مین رکھا اور باقی جابجا بھیجدیے اور سابق جلد جو لغات سبعہ پر مشتمل تھی اُسکو آگ
مین جلا دیا اور حکم عام دیا گیا کہ اسکے بعد سب اسی مصحف کے پابند رہین الغرض قرآن پاک نازل بھی قریش کی
لغت پر ہوا تھا پھر اخیر کو مقرر بھی اسی لغت مین ٹھہر فقط ابتدائی حالت مین براے ضرورت سبعہ لغات کی رخصت ہوئی
تھی پھر رفتہ رفتہ جب وہ ضرورت رفع ہوگئی بلکہ خوف فساد و اختلاف شدید کا پیدا ہوگیا تب پھر اُسی اصلی حالت
پر رکھا گیا اور یہ واقعہ سنہ ۲۵ پچیس ہجری مین ہوا ہی کذا فی الاتقان وغیرہ من کتب الاحادیث و السیر اب قیامت
تک یہی مصحف عثمانی جو مطابق رسم خط عثمانی کے خاص لغت قریش مین لکھا گیا ہی اور تمام دنیا مین متعارف و متواتر ہی
واجب الاعتقاد و العمل ہوگیا ہان بنا بر تخفیف کے بجاے لغات مختلفہ کے قراءات مختلفہ معروفہ مقرر کیے گئے ہین
پس کوئی یہ خیال نکرے کہ لغات سبعہ کی رخصت باقی نرہنے سے تخفیف جاتی رہی کیونکہ تخفیف اب بھی موجود ہی
اسی ایک لغت مین سات قراءتون بلکہ دس تک کی اجازت دیگئی ہی جسکو جو قراءت سہل معلوم ہووے اُسکو اختیار کرے
رہا تجویز فرمانا حضرت امام اعظم رح کا قراءۃ فارسیہ کو سو اُسکا جواب یہ ہی کہ امام صاحب نے چند روز قبل وفات کے
اُس قول سے رجوع فرمایا ہی جیسا کہ اصول بزدوی مین مذکور ہی اور امام رازی رح اور امام غزالی رح ان دو بزرگون کا قول
بھی ضرور اسی پر حمل کرنا چاہیے کہ نہایت مبالغہ کرنا تمیز مخارج و اخراج حروف مین ایسا کہ اصل مقصود سے بھی غفلت
آجاوے اور جان مشقت مین پڑے کچھ ضرور نہین لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا چنانچہ بعض الفاظ انکی عبارات کے خود اسپر
شاہد ہین نہ یہ کہ عمداً دیدہ و دانستہ مع القدرۃ بھی کچھ مضائقہ نہین جسکا جسطرح جی چاہے پڑھے حاشاہما عن ذلک کہ یہ

عقیدہ نہایت فاسد ہی کما لایخفی ایسے پیشواؤن کی نسبت ایسا گمان کہنا کمال بے ادبی ہی۔ ہرگاہ یہ بیان گوش گذار ہو چکا تو اب وہ روایات بھی سن لینا چاہیئن جنسے ثابت ہوتا ہی کہ ضاد اور ظاء مین باہم سخت مشابہت ہی و از یکدیگر امتیاز مشکل ہی اور ضاد کا کما ینبغی ادا کرنا بالخصوص اس زمانے مین اکسیر احمر کا حکم رکھتا ہی اور باوجود کوشش کے جو شخص ضاد کے ادا پر کما حقہ قادر نہو سکے تو اُسکو ظاء پڑھنا معاف اور نماز اُسکی صحیح ہی بخلاف ضاد اور دال کے کہ ان دونون مین کچھ مشابہت ہی اور نہ ایک دوسرے سے امتیاز دشوار ہی بلکہ سراسر صفات مین آپسمین مخالف ہین پس ضاد کے بدل دواد پڑھنا غیر صحیح اور مفسد صلوٰۃ ہی **فصل** واضح ہو کہ صرف و قراءت و تفسیر و فقہ کی اتنی کتابون سے یہ حکم نکلتا ہی کہ جنکا شمار و حصر دشوار ہی چنانچہ ہمنے از انجملہ چند کتب کے نام بعض رسائل سے نقل کر کے حاشیہ مین لکھدیے ہین جنکی تعداد ستر سے زائد ہی اور علمای محققین کے فتوی بھی اس باب مین بہت موجود ہین چونکہ بالتفصیل ہر ہر کتاب اور فتوے کی عبارات کا نقل کرنا اپنی فرصت اور اس مختصر کے دائرۂ استطاعت سے خارج ہی لہذا حسب حاجت چند کتب و فتاوی کی عبارات کے نقل پر اکتفا کرتے ہین یقین کہ اہل انصاف کو اسی سے تشفی کامل حاصل ہو کر مطلق شک و شبہہ دلمین باقی نرہیگا و با اینہمہ اگر مزید اطمینان کے لیے کسی کو زیادہ تحقیق مطلوب ہوگی تو وہ خود بقیہ کتب مذکورہ کے تتبع سے خاطر خواہ اطمینان حاصل کر لیگا اور ہم بہ نظر نفع عام و کمال توضیح و سہولیت فہم عوام کے دو نقشے پے در پے کھینچکر ایک مین عبارات کتب اور دوسرے مین عبارات فتاوی مع خلاصہ ترجمہ اُردو کے درج کرتے ہین اور بعض عبارات کو بسبب عدم گنجائش کے کہین کہین حاشیہ مین بلا ترجمہ لکھدیا جاویگا۔ اور یہ بھی خیال کے قابل ہی کہ پہلی فصل مین جو جو روایتین گذری ہین اُن روایتون کی بعض عبارتین بھی اس فصل سے لگتی ہین یعنی جن بزرگون نے تصحیح مخارج و رعایت قواعد تجوید کے مقدمے مین سخت تاکید فرمائی ہی انھون ہی نے یہ بھی فرمایا ہی کہ معذور غیر قادر اس حکم مین داخل نہین ہی جیسا کہ مجالس الابرار و سراجیہ وغیرہ کی عبارات مسطورہ کے دیکھنے سے ارباب نظر پر پوشیدہ نرہیگا۔

پہلا نقشہ مشتمل بر نقل عبارات کتب

عبارت کتاب	نام کتاب	خلاصہ ترجمہ
المختار عندنا ان اشتبال الضاد بالظاء لا یبطل الصلوٰۃ ویدل علیہ ان المشابھۃ حاصلۃ بینھما جدا والتمییز عسیر فوجب ان یسقط التکلیف بالفرق	نصاب الاحتساب مصنفہ	ہمارے پسند یہ ہے کہ ضاد کا ظا کے ساتھ ملجانا نماز کو نہیں باطل کرتا کیونکہ ان دونوں میں باہم سخت مشابہت ہے اور ایک دوسرے سے جدا کرکے پڑھنا دشوار تو ضرور ہے کہ اس فرق کی تکلیف ساقط ہو جاوے۔
فثبت بما ذکرنا ان المشابھۃ بین الضاد والظاء شدیدۃ والتمییز عسیر فنقول لو کان ھذا الفرق معتبرا لوقع السؤال عنہ فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او فی ازمنۃ الصحابۃ لا سیما عند دخول العجم فی الاسلام فلما لم ینقل وقوع السؤال عن ھذہ المسئلۃ علمنا ان التمییز بین ھذین الحرفین لیس فی محل التکلیف آہ۔	ایضاً	پس ہمارے بیان سے ثابت ہوا کہ ضاد اور ظا کے مابین سخت مشابہت ہے اور انکے بیچ میں امتیاز مشکل ہے پھر اگر یہ فرق کرنا کچھ ضرور ہوتا تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یا صحابہ کرام کے زمانے میں خاص کر جبکہ اہل عجم کا اسلام میں داخل ہونا شروع ہوا تھا اس مسئلے سے سوال واقع ہوا ہوتا حالانکہ یہ منقول نہیں تو معلوم ہوا کہ ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا ضرور نہیں۔
و فرق میان ضاد و ظا بجا آرد اگر نتواند روا باشد۔	کیمیائے سعادت	اور ضاد اور ظا کو ایک دوسرے سے جدا کرکے پڑھے اگر نہ سکے تو روا ہے
و فرقۃ اخری تغلب علیھم الوسوسۃ فی اخراج حروف الفاتحۃ وسائر الاذکار من مخارجھا فلا یزال یحتاط فی التشدیدات والفرق بین الضاد والظاء وتصحیح مخارج الحروف فی جمیع صلوتہ لا یھمہ غیرہ ولا یتفکر فیما سواہ ذاھلا عن معنی القرآن والاتعاظ بہ وصرف الفھم فی اسرارہ وھذا من اقبح انواع الغرور	احیاء العلوم امام غزالی	اور بعضے وسواسی اور وہمی لوگ وہ ہیں جو تصحیح مخارج حروف و فرق بین الضاد والظاء وغیرہ میں اپنا زور لگاتے ہیں کہ اپنی تمام نماز اسی ہندی میں گذار دیتے ہیں اور اصل مقصود جو حضور مع اللہ اور خشوع و تدبر فی معانی القرآن ہے اس سے سراسر غافل ہوجاتے ہیں اور یہ بڑا اخراب دھوکا ہے۔
وقد قال بعض اصحابنا فی جمیع ھذا انہ لا یوجب فساد الصلوٰۃ لان العوام لا یقدرون ان یفصلوا بین الضاد والظاء والزاء والذال والسین والصاد فی جمیع الاحوال کلھا فلو فسدت لوقع الناس فی حرج وضنک والحرج مدفوع عن ھذہ الامۃ وھو المختار عندھم۔	خزانۃ الروایات	اور ہمارے بعضے علما کہتے ہیں کہ ان سب صورتوں میں نماز نہیں جاتی کیونکہ عوام ضاد اور ظا اور زا اور ذال اور سین اور صاد میں فرق نہیں کر سکتے سب جگہ میں پس اگر نماز فاسد ہووے تو لوگ نہایت مشقت اور تنگی میں پڑینگے حالانکہ اس امت سے حرج دفع کیا گیا ہے اور یہی بات پسندیدہ ہے۔
ان قرا السمد مکان الصمد او قرا السیف مکان الصیف والسالحین مکان الصالحین او قرا المغضوب بالظاء او الضالین بالظاء او الدال قال بعضھم لا تفسد لانہ بلوی عام فان العوام لا یمیزون ولا یعرفون مخارج الحروف ومنھم ابو القاسم ومحمد بن سلمۃ واکثر من المشائخ افتوا بہ وبعضھم قالوا ان تعمد اللحن تفسد صلوتہ منھم ابو مطیع وعبد اللہ الجرجانی قال القاضی ابو الحسن والامام ابو عاصم ان تعمد فی ذلک تفسد وان جری علی لسانہ او لا یعرف التمییز لا تفسد وھذا اعدل الاقاویل وھو المختار۔	فتاویٰ قاضی خان	اگر صمد کو سمد اور صیف کو سیف اور صالحین کو سالحین یا غیر المغضوب کو غیر المغظوب یا ضالین کو ظالین یا دالین پڑھا تو بعضوں نے کہا ہے کہ نماز نہیں گئی عام گرفتاری کے سبب سے کیونکہ عام لوگ مخارج حروف کی تمیز نہیں رکھتے از انجملہ ابو القاسم و محمد بن سلمہ ہیں اور اکثر علما نے اسیکا فتویٰ دیا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر عمداً کرے تو نماز ٹوٹے گی اور نہیں تو نہیں از انجملہ ابو المطیع و عبد اللہ جرجانی ہیں اور قاضی ابو الحسن اور امام ابو عاصم نے کہا کہ اگر قصداً ایسا پڑھیگا تو ٹوٹے گی ورنہ بلا قصد زبان سے نکلجاے یا تمیز حروف نہ رکھتا ہو تو نہ ٹوٹیگی اور یہ قول سب اقوال سے بہتر اور پسندیدہ ہے۔
ولو قرا الحمد للہ بالھاء والحاء او الرحمن الرحیم بالھاء والحاء فان کان یجتھد آناء لیلہ ونھارہ ولا یطاوعہ لسانہ غیر ذلک جاز وان ترک جھدہ فی ما دعی ان زمان لم یجز۔	فتاویٰ [illegible]	اگر الحمد للہ کو الھمد للہ یا الحمد للہ پڑھا یا الرحمن الرحیم کو الرحمن الرحیم یا الرحمن الرحیم پڑھا پس اگر عمر بھر کوشش کرتا رہا اور زبان اسکی نہ درست ہوئی تو جائز ہوگا اور جو کبھی کسیوقت کوشش چھوڑ دیگا تب نہ جائز ہوگا۔
سوال۔ اگر عامی قل ھو اللہ احد بکاف خواند کل ھو اللہ احد بگوید و بجائے فلا تقھر فلا تکھر و بجائے نصر اللہ نسر اللہ و بجائے الصمد السمد و بجائے صراط سراط الذین	مجموعہ سلطانی ناقلا عن السراجیہ والتجنیس	سوال اگر عامی قل ھو اللہ کو کل ھو اللہ پڑھے اور فلا تقھر کو فلا تکھر اور نصر اللہ کو نسر اللہ اور الصمد کو السمد اور صراط کو سراط اور الضالین کو الظالین یا الذین یا الزالین

عبارت کتاب	نام کتاب	خلاصہ ترجمہ
که شبیه المهمله بود نه ظاء سے ثابت ہوتا ہے دال سے شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیز میں آیت وما ہو علی الغیب بضنین کی تفسیر میں اور ایک اور مقام میں ضاد کا شبیہ الصوت ہونا ظا کے ساتھ لکھا ہے اور قنیہ اور فتاوی قاضیخان اور بہت کتابون فقہ کی میں اس بات کی تصریح ہے		
و در ترغیب الصلوٰۃ محمد بن احمد زاہد گفتہ که در محیط میگوید در انچہ بلوی عام ست موجب فساد نماز نباشد اگر بجاے ضاد دال یا زا یا ظا خواند نمازش تباه نشود	ترغیب الصلوٰۃ	ترغیب الصلوٰۃ میں محیط سے منقول ہے کہ جس چیز مین عام لوگ گرفتار ہون اس سے نماز نہین جاتی اگر ضاد کی جگہ ذال یا زا یا ظا پڑھے تو نماز نہین ٹوٹتی
فلولا الاستطالة واختلاف المخرجین لکانت ظاء ۔	[illegible]	پس اگر ضاد مین درازی اور مخرج خاص نہ ہوتا تو وہ ظا ہو جاتا ۔
فمثال الذی یجعل الضاد ظاء کالذی یبدل الصاد سینا	ایضاً	ضاد کو ظا پڑھنا ایسا ہے جیسا صاد کو سین پڑھنا ۔
ہذا اظہر دلیل علی تشابه الضاد والظاء المعجمتین فی السمع لان الصاد والسین متشابہان فی السمع ۔	[illegible]	یہ بڑی ظاہر دلیل ہے اسپر کہ ضاد اور ظا سننے مین ایسے ہین جیسے صاد اور سین کیونکہ صاد اور سین بھی سننے مین یکسان ہین ۔
واما من تلفظ من حافة اللسان مع ما یلیها من الاضراس العلیا لرخاوة تمدد بصوته لرخاوته وجعل الصوت اشد وصوته ازید من مستند وحکو الظاء المعجمة زیادة الاستطالة واظہر صوت خروج الریح تعقیبها من تعقیبی الضاد وخرج معه مثل التفشی فہذا ہو الحق المتیقن بکلمات الائمة المؤلفین لتجنیذ الشبیه لفظا فی السمع لفظ الظاء المعجمة وہذا مما لا شک فیه ۔	[illegible]	اور جو کوئی بولے ضاد کو زبان کے کنارے سے اسکی پاس والی داڑھون کے ملا کر اور دے اسکو نرمی اور کھینچے اسکی آواز کو زیادہ آواز ظا سے بسبب درازی کے اور ظاہر کرے ہوا نکلنے کی آواز کو اور پھیلاؤ آواز کو مانند آواز فا کے اور پھونک سی نکلے پس یہی حق ہے جسکا یقین ہوتا ہے اماموں کے کلام و تصنیفات سے اسوقت ہوگا بول اسکا جیسے ہین مانند بول ظا کے یہ وہ بات ہے کہ جسمین کچھ شک نہین
فان لفظت بالضاد بان جعلت مخرجها من حافة اللسان مع ما یلیها من الاضراس بدون الکمال حصر الصوت واعطیت لها الاطباق والتفخیم والاستعلاء والتفشی ای تقلیل فہذا ہو الحق المؤید بکلمات الائمة ای التجوید والتصریف فی کتبہم واشبه صوتها حینئذ صوت الظاء المعجمة بالضرورة وماذا بعد الحق الا الضلال ۔	[illegible]	اگر تو ضاد کو بولے یون کہ نکالے اسکو زبان کے کنارے سے مع طرف کی داڑھون سے ملا کر بغیر پورا بند کرنے آواز کے اور دے اسکو اطباق معتدل اور تفخیم معتدل اور رخاوۃ اور جہر اور استطالت اور تھوڑی سی تفشی تو یہی حق ہے جسکی تائید نکلتی ہے کلام ائمہ تجوید و صرف سے انکی کتابون مین اور مشابہ ہوگی اسوقت آواز اسکی ظا کے ساتھ بالضرور اور بعد ظاہر ہونے حق کے اور کیا ہے سوائے اسکے مگر گمراہی
ان ہذہ الثلاث ای الضاد والظاء المعجمة والذال تتشابه فی السمع والضاد لا تفترق عن الظاء الا باختلاف المخرج وزیادة الاستطالة فی الضاد ولولاهما لکانت احدیهما عین الاخری ۔	[illegible]	یہ تینون یعنی ضاد اور ظا اور ذال آپسمین ایک سے ہین سننے مین اور ضاد کا ظا سے فقط مخرج کا فرق ہے اور یہ کہ ضاد مین درازی ہے اور ظا مین نہین اگر یہ دو باتین نہ ہوتین تو دونون ایک ہو جاتے ۔
فلا بد للقاری المجود ان یلفظ بالضاد مفخمة مستعلیة مطبقة مستطیلة ویظہر خروج صوت الریح عند ضغط حافة اللسان لما یلیه من الاضراس عند تلفظ بها وحتی فرط فی ذلک فی یلفظ الظاء او الذال آه ۔	[illegible]	قاری کو لازم ہے کہ پڑھے ضاد کو پر بلند تالو سے لگا ہوا دراز اور زبان کے کنارے سے جو اسکے متصل کی داڑھون کو دبا کر ہوا کی آواز کا نکلنا ظاہر کرے اگر ان باتون مین قصور کریگا تو ظا یا ذال ادا ہوگی
من العرب من یجعل الضاد ظاء مطلقا فی جمیع کلامہم وہذا قریب وفیه توسعة للعامة ۔	[illegible]	اور بعضے عرب ہمیشہ ہر حال مین ضاد کی جگہ ظا بولتے ہین اپنی بول چال مین اور یہ قریب قیاس اور موجب آسانی عام کا ہے ۔
وبعض الحروف اذا وقفت علیها خرج معها شبه النفخة ولم ینضغط انضغاط الاول وہی الضاد والظاء والذال والزاء فان الضاد تجد منفذا من بین الاضراس والظاء والذال والزاء تجد منفذا من بین الثنایا ۔	[illegible]	اور کوئی حرف وہ ہین کہ وقف کرنیکے وقت انکے ساتھ پھونک سی نکلتی ہے اور آواز تنگ نہین ہوتی اور وہ ضاد اور ظا اور ذال اور زا ہے کہ ضاد کی ہوا نکلنے کی راہ داڑھون مین ہے اور ظا اور ذال اور زا کی اگلے دو دانت اوپر کے

عبارات فتوی	نام کتاب	خلاصہ ترجمہ
... عث علی هذه الاشارة ان اکثر الناس خصوصاً العجم کانوا فی الزمان الاول لا یعلمون الفرق بینهما یعنی بین الضاد والظاء۔	[illegible]	سبب اس اشارہ کا یہ ہے کہ بہت لوگ خصوصاً اہل عجم پہلے زمانے کے ضاد اور ظاء میں فرق نہ کر سکتے تھے۔
واقول ذلک التقصیر فی تاریخ اربعمائة وعشرین هو تاریخ اتمام الکتاب الرعایة علی ما صرح به فی ذلک الکتاب فلو فرضنا ان حق اداء الضاد المعجمة ما هو کالطاء المهملة کما هو الشائع بین الناس فی زماننا هذا یقدر علیه المبتدی فی اول بدئه بلا تکلف ولا یصعب علی احد فما اسعد زماننا بعد زمان صاحب الرعایة بسبع مائة۔	[illegible]	اور میں کہتا ہوں کہ یہ قصور سنہ چار سو بیس میں تھا جس میں کتاب رعایہ تصنیف ہوئی ہے جیسا کہ خود مصنف نے اسکی تصریح کی ہے اب ہمارے زمانے کے لوگ جو ضاد کو مثل طاء مہملہ کے پڑھتے ہیں اور طفل مکتب بھی بے تکلف ادا کر سکتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو ہمارا زمانہ سات سو برس بعد زمانہ صاحب رعایہ کے بہت مبارک زمانہ ہے
وهذا اقول لو کان حق اداء الضاد المعجمة کالدال المهملة المطبقة او الدال المفخمة کما هو الذائع بین اکثر الناس من الخواص والعوام فی زماننا هذا یقدر علیه الشارع فی اول الشروع ولا یتعسر علی احد فما اسعد زماننا بعد زمان صاحب الرعایة بثمان مائة وستین سنة۔	[illegible]	اور میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانے کے لوگ جو ضاد کو بے مشقت مثل دال مہملہ مطبقہ یا خالص کے پڑھتے ہیں اور کسی پر دشوار نہیں گذرتا الف بے پڑھنے والے بچے بھی بے تکلف ادا کر سکتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو ہمارا زمانہ آٹھ سو ساٹھ برس بعد زمانہ صاحب رعایہ کے بڑا مبارک زمانہ ہے
فمنهم من یجعلها ظاء فهذا لیس بعجب لثبوت التشابه وعسر التمیز بینهما۔	[illegible]	بعضے وہ لوگ ہیں جو ضاد کو مثل ظاء پڑھتے ہیں اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں بسبب ثابت ہونے تشابہ اور دشواری فرق کے انکے درمیان۔
والضاد والظاء اشترکا صفة جهر ورخاوة واستعلاء واطباق وافترقا مخرجا وانفردت الضاد بالاستطالة	[illegible]	ضاد اور ظاء صفت جہر اور رخاوت اور استعلاء اور اطباق میں مشترک اور مخرج میں جدا جدا ہیں اور ضاد استطالت میں تنہا ہے

دوسرا نقشہ مشتمل بر نقل عبارات فتاوی

عبارات فتوے	نام مفتی	خلاصہ ترجمہ
ومحمد بن سلمة قال لا تفسد لانه قل من یفرق بینهما۔	[illegible]	محمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ فرق کر سکنے والے ضاد اور ظاء کے بہت کم ہیں۔
ولو ابدل الضاد بغیر الظاء لم تصح قراءته فعلم من هذا انه لم یقع خلاف فی ابدال الدال کما وقع فی الظاء فانطبق بهذا انه لم یقل احد بصحته۔	[illegible]	اگر ضاد کو ظاء کے سوا اور کسی حرف سے بدل ڈالا تو ہرگز قراءۃ صحیح نہ ہوگی پس یہاں سے سمجھا گیا کہ دال سے بدل جانے میں کسیکا خلاف نہیں جیسا کہ ظاء سے بدل جانے میں ہے تو ضاد کی جگہ دال پڑھنا کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں۔
قراءة الضاد مثل الدال غلط غیر جید به فالعامل لعدم والغافل لعناده والحق احق ان یتبع والباطل حقیق ان یبطل۔	مولانا محمد کریم اللہ دہلوی	ضاد کا دواد پڑھنا غلط اور بے اصل ہے جاہل سمجھتا ہے اور غافل اڑ رہا ہے حق کا ماننا اور باطل کا مٹانا لائق ہے۔
فرق درمیان ضاد و ظا البته مشکل است زیرا که در اکثر صفات مشابهت دارند و در استطالت متفاوت و ساکنان این دیار در دال و ضاد فرق میکنند و جاهل اند و بے تمیز۔ العبد المسکین محمد صدر الدین ختم الله له بالحسنی	مولانا مفتی صدر الدین [illegible]	ضاد اور ظاء میں فرق البتہ مشکل ہے کیونکہ بہت صفات میں باہم مشابہ ہیں صرف درازی کی صفت ضاد میں خاص ہے اور اس ملک کے لوگ ان دونوں میں فرق نہیں کرتے جاہل و بے تمیز ہیں۔

عبارت فتوے	نام مفتی	خلاصہ ترجمہ
پس حقیقت صوت ضاد مشابہت با صوت دال نمی دارد مگر ناواقفان آنرا مشابہ دال میدانند و میخوانند آہ۔	مولانا مفتی سعد اللہ صاحب مرادآبادی	پس حقیقت مین ضاد کی آواز دال کی آواز سے کچھ مشابہت نہین رکھتی لیکن ناواقف لوگ اُس کو مشابہ جانتے ہین اور پڑھتے ہین۔
مخرج ضاد حافہ زبان ست کہ با دندان آسیا بالا پیوندد و از اتصال مذکور با تفخیم و استعلا و اطباق و استطالہ ادا میگردد و زبان ظاہر میشود و آن مشابہ باظا ر پیدا میگردد و اگر درین امور کوتاہی شود ضاد ضعیف بل ظا و دال صادر شود آہ	ایضاً	ضاد کا مخرج زبان کا کنارہ ہی جو اوپر کی ڈاڑھون کے ساتھ ملتا ہی اور اُسکے ملنے سے مع تفخیم اور استعلا اور اطباق اور استطالہ کے کچھ ہوا جو ظاہر ہوتی ہی اُسکی وجہ سے ضاد کی شابہت ظا کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہی اور اگر ان باتون مین کوتاہی واقع ہو جاوے تب ضعیف ضاد بلکہ عین ظا یا دال نکلیگا۔
اور ایسا ہی بنا بر مذہب مختار کے در صورت عدم تمیز کے جیسا کہ عبارت خزانۃ الروایات وغیرہ سے واضح ہوتا ہی پس لازم ہی کہ ضاد معجمہ اپنے مخرج سے کہ ممتاز ہی مخارج تمام حروف سے اخراج کیا جاوے اور بقصد ادائے ضاد معجمہ کے اگر ظا معجمہ یا دال معجمہ ادا ہو گا تو نماز بمذہب مختار صحیح رہیگی اور اگر دال مہملہ ادا ہوگی تو نماز فاسد ہوگی انتہی ہو خلاصۃ الحکم	مولوی عبدالحئی رشتاوی	
اگر کسی را بر زبان حرف ضاد بخوبی جاری نشود و قصد و کوشش در ادا کند پس هیچ مضایقہ نیست زیرا کہ در حدیث صحیح بخاری و مسلم واقع است فرمود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ ماہر باشد از قرآن یعنی الفاظ قرآن بر زبان او بسہولت جاری شوند و مخارج خود بر آیند ثواب او نوشتہ میشود ہمراہ فرشتہاے بزرگ نیکوکاران وکسیکہ قرآن میخواند و زبان او لغزش میکند در خواندن باوجودیکہ آن کس کوشش کردہ باشد در ادای حروف و بر آن کس شاق باشد پس او را دو ثواب می شود آہ۔	شاہ عبدالعزیز دہلوی	اگر کسی سے ضاد اچھی طرح ادا نہو سکے حالانکہ وہ قصد اور کوشش صحیح پڑھنے کی کئے جاتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ صحیح بخاری و مسلم مین مروی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص خوب ماہر ہو قرآن سے یعنی الفاظ قرآن کے اُسکی زبان سے بسہولت ادا ہوتے ہون اور اپنے مخارج سے نکلتے ہون تو ثواب اُسکا لکھا جاتا ہی بزرگ فرشتون نکوکارون کے ساتھ اور جو کوئی ایسا ہی کہ قرآن پڑھنے مین زبان اُسکی لغزش کرتی ہی حالانکہ وہ کوشش کرتا ہی صحیح ادا کرنے مین اور بہنایت شاق گذرتا ہی پس اُسکے لیے دو ثواب ہین۔
واضح باد کہ ضاد و ظا معجمتین در ہمہ صفات جز استطالت کہ خاصہ ضاد ست در اطباق و جہر و استعلا و رخاوت و مصمت وغیرہ مشترک اند و علاوہ بران قرب مخرج نیز دارند زیرا کہ مخرج ظا سر زبان مع سر ثنایا علیا ست و مخرج ضاد معجمہ کرانہ زبان مع اضراس علیا یست الا میان دال و ضاد مناسبتے نہ در مخرج و نہ در صفت فعلے ہذا لا محالہ مشابہ ظا معجمہ خواندہ شود۔	قاری عبدالعلیم	جاننا چاہیے کہ ضاد معجمہ اور ظا معجمہ نے بغیر استطالت کے جو مخصوص بالضاد ہی دیگر صفات یعنی اطباق اور جہر اور استعلا اور رخاوت اور مصمت وغیرہ مین باہم مشترک ہین اور اسکے علاوہ آپسمین قریب المخرج بھی ہین کیونکہ ظا کا مخرج نوک زبان اور اوپر کے دو دانتون کا سرا ہی اور ضاد کا مخرج کنارہ زبان اور اوپر کی ڈاڑھین ہین لیکن ضاد اور دال مین باہم کچھ مناسبت نہین نہ مخرج کے اعتبار سے اور نہ صفت کے لحاظ سے پس اس بنا پر ضاد کو مشابہ ظا کے پڑھنا چاہیے۔

اور ایک فتوی علمائے دہلی و سہارنپور وغیرہ واقعۂ غدر دہلی سے پہلے کا ہی جسپر سولہ دستخط اور مہرین علمائے مذکورین فی الذیل کی ہین اُسکی پوری نقل سائرۃ ضروریہ مین مع جواب ہی اُسمین بعد نقل عبارات درمختار و عالمگیری و فتح القدیر وغیرہ کے لکھا ہی کہ ان روایات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ضاد بہت مشابہ ہی ظا کے اور دال سے ہرگز مشابہ نہین اور فرق کرنا درمیان ضاد اور ظا کے بغیر مشقت کے حاصل نہین ہوتا

سید رحمت علیخان مفتی عدالت ۱۲۵۳ھ سلطانی	محمد یعقوب ابن مولانا مملوک العلی نانوتوی مدرس اول مدرسہ دیوبند	سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی معروف	امجد برکت اللہ	نواز بخش علی	عبدالقادر الخالق	محمد عبدالوہاب	محمد رشید نذیر احمد سہسوانی
مسکین علاء الدین مولانا علاء الدین کوم والا	محمد عبدالرب واعظ دہلوی معروف	نقشبند خواجہ ضیاء الدین احمد	حفیظ اللہ حسبنا اللہ حسب	المجیب مصیب محمد مخدوم عفی عنہ سہارنپوری	الجواب صحیح جعفر علی سید محبوب علی	جواب با صواب مشتاق احمد سہارنپوری / محمد عبدالرزاق بن ہدایت الغنی سہارنپوری	

اور رسالہ خلاصۃ التقریر جسمین فتوی مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری کا ہی اور انکی کسیقدر تحریر پیشتر منقول ہو چکی ہی اوسپر بھی بہت علما کے دستخط و مواہیر ہین اور ایک فتوی مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کا ہی جسپر بہت علما کے دستخط اور مہرین ہین اسکی نقل بھی شہ ضروری مین ہی اسمین لکھا ہی جسکا مختصر یہ ہی کہ تلفظ ضاد کا مثل دواد کے غلط محض ہی کسی کتاب معتبر قراءۃ اور فقہ اور تفسیر مین صوت ضاد کی مشابہ دواد یا عین یا دال نہین لکھی بلکہ یہی لکھا ہی کہ فرق درمیان ضاد اور ظاء کے بہت مشکل ہی اور فرق کرنا مشکل درمیان ان ہی حرفون کے ہوتا ہی جنمین مشابہت زیادہ ہوتی ہی اس سے معلوم ہوا کہ صوت ضاد کی مشابہ ظاء کے ہی نہ مشابہ دواد کے اور یہ کوئی علم نہین کہتا کہ صوت ضاد کی عین ظاء ہی پھر بعد نقل عبارات کتب فقہ و قراءۃ و تفسیر کے لکھا ہی کہ چونکہ صوت ضاد اور دواد مین کچھ مشابہت نہین ہی اس صورت مین اگر ضاد مثل دواد کے پڑھا جاوے تو نماز سب کے نزدیک فاسد ہوگی اور جب ثابت ہوا کہ درمیان ضاد اور ظاء کے فرق بہت مشکل اور بغیر مشقت اور محنت کے حاصل نہین ہوتا تو بموجب اکثر فقہا کے ضاد کی جگہ ظاء پڑھ لینے سے نماز درست ہوجاویگی تمام کتابین معتبر فقہ اور تفسیر کی یہی حکم فرماتی ہین اور جنکے نزدیک ضاد کو ظاء پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی تو دواد پڑھنے سے بطریق اولی فاسد ہوگی کیونکہ ضاد اور دواد مین تو کچھ مشابہت اور مناسبت نہین ہی بہرحال سب کے نزدیک لفظ ضاد مشابہ بلفظ ظاء کے ہی۔ اور اسی رسالے مین ایک فتوی مولوی شیخ عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الہند کا بھی اسی مضمون کا مذکور ہی اوسپر بائیس علماء کے دستخط و مواہیر ہین جو ذیل مین منقول ہین اور انھون نے اس مسئلے مین ایک مستقل رسالہ مسمی بہ اقتضاد فی الضاد بھی تالیف کیا ہی نہایت عمدگی اور تفصیل سے مع ایراد روایات و عبارات کتب فقہ و قراءۃ و تفسیر و تصریف کما ینبغی اس مطلب کو ثابت کیا ہی اور شکوک و اعتراضات کے جوابات شافی دیے ہین کسیکی چون و چرا کی گنجائش باقی نہین رکھی کیا ممکن کہ سلیم الطبع اور منصف مزاج آدمی سے دیکھے اور اسکا تردد نہ مٹے۔ خلاصہ فتوی یہ ہی واضح ہو کہ کتب تفاسیر اور فقہ اور قراءۃ سے معلوم ہوتا ہی کہ ادا کرنا ضاد کا نہایت دشوار ہی اور اسیواسطے لوگ اسکے ادا کرنے مین مختلف ہین ایک طور پر ہمیشہ اتفاق نہین ہا اور بعضے عرب کی زبان بھی بسبب اختلاط عجم کے خراب ہوگئی ہی اور یہ حرف نہ عین ظاء ہی نہ مانند دال کے ہی لیکن ظاء سے بہت مانند ہی اور دال سے بہت مخالف ہی ضاد اور ظاء مین ایک ہی صفت کا اختلاف ہی ضاد مستطیل ہی اور ظاء قصیر ہی اور ضاد اور دال مین سات صفتون کا اختلاف ہی ضاد رخوہ ہی اور دال شدیدہ ضاد سالکنہ ہی اور دال قلقلہ ضاد مطبقہ ہی دال منفتحہ ضاد مستعلیہ ہی دال مستفلہ ضاد مفخمہ ہی دال مرققہ ضاد مستطیلہ ہی دال قصیرہ ضاد منفوخہ ہی دال غیر منفوخہ اور بسبب بہت مانند ہونے ضاد کے ظاء سے علما نے ان دونون مین فرق کرنے کی تاکید فرمائی ہی۔ اسکے بعد آخر فتوی تک عبارتین کتابون کی مذکور ہین کتبہ فقیر محمد عبید اللہ

محمد سبحان علی	امیر علی	سید احمد حسین	سید محمد نذیر حسین	محمد امین الدین	سید شریف حسین	محمد بدر الدین	محمد اسحاق بہاری
منصور الرحمن	محمد مختار احمد	حافظ عبد الصمد	احمد اللہ	قاضی القضاۃ حسین علی	محمد حسین بخاری	محمد رحمت اللہ	محمد عبد الوہاب
			محمد عبد القادر	نذیر احمد			

فقیر سعد الدین حنفی لاہوری یکم شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۹۶ ہجری۔

اور حضرت مولانا محمد عبد الحی لکھنوی نور اللہ مضجعہ کا پورا مسودہ فتوی جو مشتمل بر دلائل و تطبیق عبارات کتب و دفع شبہات کے ہی وہ آپ کے مجموعہ فتاوی مطبوعہ مین موجود ہی یہان اُسکا ملخص ذکر کیا جاتا ہی اور کسی قدر عبارات اُسکی نقشہ سوم مین بھی منقول ہو چکی ہی مخفی نرہے کہ در باب زلۃ قاری کے ساتھ ابدال ایک حرف کے دوسرے حرف کے ساتھ اختلاف متقدمین و متاخرین مین واقع ہی متقدمین کی راے یہ ہی کہ اگر ایسا تغیر ہی جس سے بوجہ فساد معنی کے کفر لازم آتا ہی تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر ایسا تغیر نہو پس اگر بعد تغیر کے ایسی لفظ پڑھی کہ مثل اُسکا کہین کلام اللہ مین موجود نہو اور معنی اُس لفظ کا اصل لفظ قرآن کے معنی سے بعید ہو جیسے غذاب کی جگہ عتاب پڑھنا تو بھی نماز فاسد ہو جاویگی اور ایسا ہی اگر اُس لفظ کے جو بعد تغیر کے پیدا ہوتی ہی کچھ معنی نہون جیسے سرائر کی جگہ سرائل پڑھنا اور اگر مثل اُسکا قرآن مین موجود ہو اور معنی اُسکے بعید ہون لیکن تغیر بہ تغیر فاحش نہون تو بھی نماز فاسد ہوگی امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے نزدیک نہ ابو یوسفؒ کے نزدیک اور اگر مثل اُسکا قرآن مین ہو لیکن معنی متغیر نہون جیسے قوامین کی جگہ قیامین پڑھنا اس صورت مین ابو یوسفؒ کے نزدیک نماز فاسد ہوگی نہ نزدیک ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے اور یہ تفصیل قدما کے نزدیک ہر صورت تغیر مین ہی خواہ بوجہ اعراب کے ہو یا بوجہ ابدال حرف کے یا غیر ذلک اور متاخرین کی راے یہ ہی کہ اگر تغیر بوجہ خطا فی الاعراب کے ہو نماز نہ فاسد ہوگی تغیر معنے ہو یا نہو اور اگر خطا تبدیل حرف ہو پس اگر دونون حرف مین تغیر بے مشقت فصل و امتیاز ممکن ہی تو نماز فاسد ہوگی باتفاق المتاخرین جیسے صالحات کی جگہ طالحات اور اگر اُن دونون حرف مین بے مشقت امتیاز ہوتی ہو جیسے ظاء معجمہ بمکان ضاد معجمہ اور صاد مہملہ بمکان سین مہملہ و طاء مہملہ بمکان تا پس نزدیک اکثر متاخرین کے نماز فاسد نہوگی لعموم البلوی اور بعض متاخرین کے نزدیک اگر دونون حرف قریب المخرج ہین تو فساد نہوگا اور اگر نہین تو فساد ہوگا۔ اسکے بعد کتب معتبرہ یعنی غنیہ اور فتاوی بزازیہ اور رد المحتار اور خزانۃ الروایات اور خزانۃ المفتین وغیرہ کی عبارتین نقل کر کے پھر لکھا ہی کہ ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ مفتی بہ اور اکثر مشائخ کا قول یہ ہی کہ مدار فساد و عدم فساد حصول امتیاز بین الحرفین بے مشقت و بلا مشقت ہی اور بعض کے نزدیک بر تقدیر تغیر معنی کے صورت مشقت مین تعمد موجب فساد ہی اور عدم تعمد عفو ہی اور بعض کے نزدیک اعتبار قرب مخرج و بعد مخرج کا ہی اگر تغیر قرب المخرج کے ساتھ ہوا نماز نہ فاسد ہوگی ورنہ ہوگی اور بعض کے نزدیک گر بلوی عام ہو نماز نہ فاسد ہوگی اگرچہ قرب مخرج و اتحاد مخرج نہو اور معنی بھی متغیر ہو یہ سب اقوال متاخرین کے ہین ہرگاہ یہ امر مہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ وہ جو قاضیخان مین لکھا ہی کہ اگر غیر المغضوب کو ظاء معجمہ یا ذال معجمہ سے پڑھیگا تو نماز فاسد ہوگی اور ضالین کو ذالین پڑھنے سے فاسد ہوگی اور دالین پڑھنے سے فاسد ہوگی یہ بنا بر قول متقدمین کے ہی اور ایسا ہی غنیہ مین بھی جو لکھا ہی کہ مغضوب کو ظا اور ذال سے پڑھنا مفسد صلوۃ ہی

کیونکہ ان دو لفظون کے کچھ معنی نہین ہین لیکن ضالین ظاء معجمہ یا دال مہملہ سے یعنی ظالین اور دالین غیر مفسد ہی بسبب پائے جانے ان لفظون کے قرآن مین اور قریب ہونے معنی کے لیکن ظاہر یہ ہی کہ صاحب غنیہ سے اس مقام پر عبارت فتاوی قاضیخان کے سمجھنے مین غلطی واقع ہو گئی ذال معجمہ کو مہملہ اور مہملہ کو معجمہ سمجھنے سے حکم صاحب غنیہ کا عکس حکم قاضیخان ہو گیا ہی ۔ اور بنا بر مذہب اکثر مشائخ کے ظاء اور ذال ساتھ پڑھنے سے نماز نہ فاسد ہو گی بوجہ تعسر امتیاز درمیان ضاد معجمہ اور ظاء معجمہ اور ذال معجمہ کے بخلاف دال مہملہ کے کہ اسمین اور ضاد معجمہ مین امتیاز بمشقت نہین ہی اور ایسا ہی بنا بر مذہب مختار کے عدم تغیر معنی کی صورت مین جیسا کہ عبارت خزانۃ الروایات وغیرہ سے واضح ہی الخ سو جو شخص کہتا ہی کہ حرف ضاد کو اگر بصورت ظاء یا ذال پڑھا تو مفسد ہی اور بصورت دال مفسد نہین ہی اسکا قول نہ موافق مختار اکثر مشائخ کے ہی کیونکہ انکے نزدیک ظاء اور ذال سے نماز نہین فاسد ہوتی اور نہ موافق متقدمین کے ہی کیونکہ اُن کی رائے پر بھی ظاء ولا الضالین مین مفسد نہین ہی جیسا کہ عبارت قاضیخان و غنیہ سے ظاہر ہی بلکہ موافق عبارت قاضیخان کے ذال معجمہ بھی ولا الضالین مین مفسد نہین اور دال مہملہ مفسد اور دلیل اس شخص کی بھی قابل التفات نہین کیونکہ تمام کتب فقہ وغیرہ مین مذکور ہی کہ ضاد اور ظاء معجمتین مشتبہ الصوت و متعسر الامتیاز ہین اور بنا بر اس قاعدہ متاخرین کے حرف ضاد جہان ہو اُسکے بدلے اگر ظاء پڑھ لیا جاوے نماز نہ فاسد ہو گی اور یہ عبارت قاضیخان کی ولو قرء غیر المغضوب بالظاء او ربالذال المفسد متفرع ہی طریقہ قدما پر بہ لحاظ تغیر و عدم تغیر معنی کے نہ طریقہ مختار پر جیسا کہ صاحب غنیہ نے اسکی تصریح کر دی ہی اور یہی مسئلہ اور کتب مین بھی مذکور ہی کہین دال مہملہ کے جواز کا نشان مذکور نہین الا غنیہ مین جس کی توجیہ مذکور ہو ئی اور بر طبق مذہب متاخرین دال مہملہ کے ساتھ جواز ممکن بھی نہین کیونکہ دال مہملہ اور ضاد معجمہ مین تعسر امتیاز جو باعث جواز ہی نہین ہی اور یہ کہنا اس شخص کا کہ قراء عرب و عجم ولا الضالین کو دال مہملہ سے پڑھتے ہین غلط محض ہی کیونکہ جسکو امتیاز مخرج ضاد اور دال مین نہین اور دونون مین امتیاز پر قدرت نہین رکھتا وہ قاری نہین اور علماء عرب و عجم بھی جو فن قراءۃ سے واقف ہین اور مسائل فقہیہ پر مطلع ہین وہ دال مہملہ نہین پڑھتے اور جو ایسے نہین وہ حکم عوام مین ہین انکا اعتبار نہین تمام ہوا ملخص عبارت مجموعہ فتاوی کا ۔ اب بعد اس تفصیل مذکور کے گذارش ہی کہ دونون فریق متنازعین بہ نظر تحقیق و انصاف

اس کتاب کی دونون فصلون کے مضامین مندرجۂ متن و حواشی کو غور سے ملاحظہ کرین اور معلوم کرین کہ جمیع روایات و عبارات کتب معتبرہ و اقاویل و تحاریر علماے محققین و ائمۂ دین متین سے کیا ظاہر ہوتا ہی پس یہی نعیلہ ہی نفسانی غیظ و غضب اور اپنے اپنے طور و طریق کی پاسداری چھوڑ کر باہم متفق ہوجائین آپ بھی حق اختیار کرین اور دوسرن کو بھی احق کی ہدایت کرین فقیر کی ناقص نظر مین عبارات منقولہ بالا سے جو جو باتین مستخرج ہوتی ہین وہ یہ ہین اوّل ہر حرف کو اُسکے مخرج سے مع رعایت صفات ادا کرنا ضروری ہی خصوصاً حروف متشابہ الصوت مثل ث و س و ص او رت و ط وغیرہ مین نسبت دیگر حروف کے زیادہ تاکید آتی ہی کہ باہم ملتبس نہ ہوجاوین۔ دوم ض و ظ و ذال و زا بھی باہمدیگر متشابہ الصوت اور سُننے مین ایک سے ہین اگرچہ بہ نسبت ذال اور زا کے ظا کی مشابہت و مشارکت فی الصفات ضاد کے ساتھ زیادہ ہی لہذا یہان اور بھی زیادہ تاکید وارد ہی کہ ایک مین خلل نہ آوے۔ سوم عمداً باوجود صحیح پڑھ سکنے کے بلا عذر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا حرام و مفسد صلوٰۃ بلکہ موجب خوف کفر ہی چہارم۔ ضاد کے برابر اور کوئی حرف زبان پر دشوار اور متعسر التلفظ نہین پنجم ضاد اور ظا مین صرف مخرج اور ایک صفت یعنی استطالت کا فرق ہی کہ ضاد مستطیل یعنی دراز ہی اور ظا قصیر بس اور تمام صفات کا اشتراک ہی اگرچہ ضاد کی صفات بہ نسبت صفات ظا کے قوی ہین اور وہ جملہ سات صفتین ہین رخاوۃ سکون اطباق استعلا تفخیم نفخ نفثی اور ذال ان سب صفات مین ضاد کے خلاف ہی ششم۔ اگر قاری ضاد کو کامل طور پر حسب قاعدہ ادا کریگا تو بالضرور اُسوقت سُننے مین صوت اُسکی ہوگی مانند صوت ظا کے اور وہی اصل ضاد ہی لیکن یہ بڑے مشاق اور ماہر قاری کا کام ہی اور جب کسی قدر قصور کریگا تب ہوجاویگی صوت اُسکی بین بین یعنی صوت ضاد اور صوت ظا کے بیچ بیچ اور وہ ضعیف ضاد کہلاتا ہی اور اسی طرح کچھ اور قصور واقع ہونے سے صوت اُسکی مین صوت ظا کی ہوگی و علی حسب مراتب القصور ذال بھر زا تک پہونچیگی بہرکیف دال یا اور کسی حرف کی صوت سے کبھی نہ ملیگی ہفتم ضاد اور ظا مین فرق کرنا ایسا مشکل امر ہی کہ قاریون کو اسمین بہت ریاضت اور محنت کرنی پڑتی ہی کم مشق آدمی کو میسر نہین ہوتا ہشتم جب کہ ضاد کا تلفظ بہت دشوار تھا اسوجہ سے اُسکے بولنے مین زبانین مختلف ہوگئین اور اچھا پڑھنے والے تو بہت ہی کم بلکہ فی زماننا گویا نہین کا حکم رکھتے ہین پس بعضے لوگ ضاد کو ظا پڑھتے ہین اور بعضے دال بعضے ذال۔ بعضے ذال سے ملا کر بعضے طا سے ملا کر بعضے لام پڑ اور بعضے زا کی ملونے سے بعضے ظا کی ملونے سے یعنی ضاد او ظا کے بیچ بیچ اور اکثر افغان ملک غزنین وغیرہ کے ضاد کو غداد پڑھتے ہین و لا الضالین کو و الغدالین کذا الی ماشاء اللہ مگر سوائے ظا اور ذال اور زا کے سب ساقط الاعتبار اور غلط ہین نہم۔ کما حقہ ہر حرف کو بقاعدۂ تجوید ادا کرنا واسطے

حاصل ہونے کمال ترتیل کے ہی نفس جواز اُسپر موقوف نہین ہی اگر نہو سکے تو بھی روا ہی - دہم - اہل باب مین ہر شخص پڑھ سکے مقدور کے مطابق کوشش شرط ہی اگر باوجود کوشش کے بھی صحیح نہ پڑھ سکے تو وہ معذور ہی - لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا - یازدہم - جیسا کہ ث - س ص یا ت ط مین فرق نکر سکنے یا اچانک ایک کی جگہ دوسرا منہ سے نکلجانے سے نماز نہین فاسد ہوتی ویسا ہی ض ظ ذ ز مین بھی فرق نکر سکنے یا بلا قصد ایک کی جگہ دوسرا نکلجانے سے نماز نہین فاسد ہوتی - دوازدہم - ض جس جگہ واقع ہوئے اسکے عوض ظ پڑھی جاسکتی ہی بنا بر مذہب مختار اور مطابق قول اکثر متاخرین کے اور دال کہین نہین پڑھی جاسکتی نہ بنا بر قواعد متاخرین کے نہ متقدمین کے بلکہ مفسد صلوۃ ہی سیزدہم - ہر چند ظاء اور ذال یا زاء کا پڑھنا بھی اصل کی نظر سے غلط ہی لیکن چونکہ یہ غلطی خفیف ہی اور ذال اور زاء کا مشابہت کی وجہ سے اس سے بچنا محال ہی لہذا معذور کے حق مین اسکو جائز رکھا گیا بخلاف دال وغیرہ کے کہ وہ فاحش غلطی ہی اور اُس سے بچنا سہل ہی پس وہ اس حکم مین داخل نہوئی - چہاردہم - ض اور ظ کے باہم تبدیل کے جواز و عدم جواز مین اگرچہ روایات فقہیہ مختلف ہین اور مختار و مفتی بہ جواز ہی کما عرفت لیکن دال کے عدم جواز مین کسی کا خلاف نہین تمام کتب و تمام علماء سلف و خلف کا اتفاقی حکم ہی کہ لا یجوز - پانزدہم - آجکل جو عموماً ہندوستان و پنجاب وغیرہ مین شہرتاً و عرفاً ضالین کو دوالین اور مغضوب کو مغدوب پڑھنے کا چرچا پھیلا ہوا ہی بلکہ چند پشت سے دیکھا دیکھی اور سنا سنی یہ رواج چلا آتا ہی غلط عام اور سراسر بے اصل ہی کیونکہ جمیع کتب اور عمل علماء معتبرین کے خلاف ہی شانزدہم - اکثر عوام بلکہ بعض خواص کالعوام کا یہ مقولہ کہ مغضوب اور ظالین پڑھنا شیعہ اور لامذہب لوگون کا خاص شیوہ ہی ہمکو بچنا چاہیے پڑھنا بالکل جاہلانہ اور متعصبانہ کلام ہی - اوّل اس لیے کہ ہر مسلمان کو طالب اور عامل حق کا ہونا لازم ہی ہر حال مین مخالفین کی ضد سے حق بات کو نہ چھوڑ بیٹھنا چاہیے ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا شیعہ اور لامذہب لوگ تو نماز روزہ حج زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہین تو یہ بھی خاص اُن ہی کا شیوہ ہو گیا دوم اسلیے کہ خود اپنی کتابون اور امامون کے قول و عمل کو جنکی تقلید کا دعوی رکھتے ہو کیون نہین دیکھتے ہو انکو نماننا اپنے آپ شیعہ اور لامذہب بننا ہی - ہفدہم - تجوید قرارت کی اگرچہ استاد کے سامنے مشق کرنے اور اُسکی زبان سے زبان ملا کر عمل کرنے سے جیسی حاصل ہوتی ہی ویسی نفس کتاب دانی اور عالم ہونے سے نہین حاصل ہو سکتی یہ مقرر و مسلم امر ہی مگر چونکہ سلسلہ استاذی شاگردی کا بہت دراز ہو گیا اُسوقت سے آجتک کتنے استاد بیچ مین گذر گئے استاذی قرارت بہت متغیر ہو گئی عرب کی اصل زبان عجمی زبانون سے خلط ہو گئی اس زمانے مین کامل استاذ اور مستند قاری کا ملنا اکسیر کی طرح عزیز الوجود بلکہ عنقا کے مانند مفقود ہو رہا ہی لہذا استاذی سند کا اب اعتماد

نہین رہا سارا اعتماد کتابون ہی پر رہ گیا ہی جس استاد کی قراۃ کتاب سے موافقت کرے اُسکو صحیح سمجھ ا
ناموافق کو غلط الغرض تھا را ہمارا استاد یہی کتابین ہین اُن ہی کو دیکھو اور از خود مشق کرو جہانتک سکو سمجھ
شرح فقہ اکبر مین امام فضلی کا قول بجواب سائل محیط سے منقول ہی کہ ضاد کی جگہ ظا معجمہ پڑھنے والے کی امامت جائز نہین
اور اگر عمداً ایسا پڑھے تو کافر ہی اسی طرح بعض مسائل ہندیہ وغیرہ مین بھی یہ مضمون منقول ہی اور بوجب اشتباہ ع
ناقص الافہام کا ہدا ہی اُسکا مطلب وہ نہین جو یہ سمجھے ہین ورنہ تمام کتب اور ائمہ سلف کے برعکس مطلب ہو جاو
اور معاذ اللہ کفر کی نوبت بھی بہت دور تک پہونچے گی بلکہ مطلب اُسکا یہ ہی کہ ظا معجمہ پڑھنے والا چونکہ معذو
اور معذور کی امامت غیر معذور کے لیے جائز نہین لہذا وہ ضاد صحیح پڑھ سکنے والے کا امام نہین ہو سکتا اور
مقتدی بھی اُسی قسم کا ہو جیسا کہ آجکل کا حال ہی تب بیشک اُسکی امامت درست ہو سکتی ہی اور یہ مردوف مسئلہ
اور عمداً ظا پڑھنے والے کو اسلیے کافر کہا کہ باوجود قدرت صحیح پڑھنے کے صحیح نہ پڑھنا استہزا اور تمسخر ک
کلام الٰہی سے اور یہ بیشبک کفر ہی یہ نہین سمجھتے کہ ہر گاہ ظا پڑھنا عمداً موجب کفر ٹھہرا باوجودیکہ ض اور ظ مین قر
مخرج اور تشارک صفات واز یکدیگر تمایز دشوار ہی تو دال پڑھنا تو بطریق اولیٰ موجب کفر ہو سکتا ہی کہ ض
اور دال مین نہ قرب مخرج ہی نہ تشارک ہی نہ ایک دوسرے سے امتیاز مشکل ہی غالباً اسیوجہ سے سائل
دال کا مسئلہ پوچھا ہی نہین کہ ظاہر تھا ورنہ امام فضلی ضرور اُسکے جواب مین بھی کافر بلکہ اکفر کا حکم فرماتے۔ اگر
سے دیکھو تو خود یہین سے پتا ملتا ہی کہ فی الجملہ ظا پڑھنے کا چرچا اُس وقت مین بھی تھا اور قابل سوال کے
تھا اسلیے سائل نے اسکا مسئلہ تو پوچھا اور دال کا کچھ سوال نہ کیا یا اس لیے کہ اسکا چرچا اُسوقت نہ تھا پس ہو
ہوا کہ یہ رواج سراسر بے بنیاد اور نیا نکالا ہوا ہی یا اگر تھا بھی تو ایسا ساقط الاعتبار تھا کہ سائل نے اُسکا س
کرنا فضول و نامناسب سمجھکر چھوڑ دیا و علی کل تقدیر امام فضلی کا کلام دال خوانون کے حق مین غیر مفید بلکہ م
واقع ہی پس اسکو اُنکے مدعا کا مؤید جاننا نہایت کم فہمی ہی و سکتا کہ امام فضلیؒ کے نزدیک ظا پڑھ
مطلقاً منع ہی تب اس سے کیا نکلا نہایت یہی کہ ظا پڑھنا غلط ہی لیکن دال کا جواز تو پھر بھی مخفی رہگ
اشارۃً عدم جواز ہی سمجھا جاتا ہی کما ذکرنا حالانکہ ظا کا جواز تو اور بہت طرح سے ثابت ہی جیسا کہ سا
واضح ہو چکا ہی اور دال کے جواز کا تو کوئی قائل نہین نہ امام فضلی اور نہ اور کوئی پس تاوقتیکہ دال خوان ا
مدعا کو کسی صریح معتبر دلیل سے ثابت نہ کر دے سکین صرف خشک دعویٰ اُنکا اور محض رواج عام کی تقلید
اڑ رہنا اصلاً قابل اعتبار نہین ہو سکتا اور یہ زعم اُنکا کہ ہم تو دال نہین پڑھتے ٹھیک ضاد ہی پڑھتے ہین م

عــه ذکر فی الحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمۃ مکان الضاد المعجمۃ او یقرأ اصحاب الجنۃ مکان اصحاب النار او علی العکس فقال لا تجوز امامتہ ولو تعمد یکفر قلت اما کون تعمد کفرا فلا کلام فیہ اذا کان یقرأ الکلمتان فعلی ظنہ خلاف ... الظاء مکان الضاد فیہ تفصیل کذا تبدیل اصحاب الجنۃ فی موضع اصحاب النار و عکسہ ففیہ خلاف و بحث

[illegible] فقہ اکبر ... اور قول

عــه مولانا ملا علی قاری کا یہ قول ... تفصیل اور ... بھی ... دال پڑھنا ... ضاد یا ظا ... منع نہین اور ... نماز درست ... مین تفصیل اور ... جیسا کہ عبارات منقولہ سے واضح ہی ...

موٹا سا دال پڑھکر اُسکو ٹھیک ضاد سمجھ لینا بالکل بے اصل بات ہی اولؔ اس لیے کہ تمام کتابین بھی کہ رہی ہین کہ ضاد کا ٹھیک ادا کرنا نہایت دشوار ہی پس اگر موٹا دال ہی ٹھیک ضاد ہی تو یہ تو کچھ دشوار نہین چھوٹے بچے بھی بلا مشقت پڑھ سکتے ہین اور دومؔ اس لیے کہ یہ بھی سب قراءۃ وغیرہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ ضاد کی آواز مین نرمی اور درازی اور تفشی ہی اور پڑھتے وقت پھونک سی نکلتی ہی اور سننے مین ظاء کے مشابہ ہی سو خود انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہ بات موٹے دال مین کہان ہی ولنکتفِ بہذا آخر المرام فی ہذا المقام والعلم عند الملک العزیز العلام وانا المسکین الضعیف محمد عبد اللطیف الفنجابے النزاروے الحنفی الچشتی النقشبندی ، اللہ ما دمت حیا علے دینہ الاسلام ونجانی ونجانی عن موجبات الجہل وظلمات الشکوک والاوہام قد فرغت منہ بکرۃ الاحد الثامن والعشرین من ذی الحجۃ الشہر الحرام السابعۃ من العشرۃ الثانیۃ من المائۃ الرابعۃ بعد الالف من ہجرۃ خیر الانام علیہ الف الف تحیۃ وسلام فی قریۃ گلگنہ من مضافات رنکفور صانہا اللہ من الآفات والعاہات ما دامت اللیالی والایام

منظوم للمولف

بفضل خالق اعلی و اسفل
تعصب سے ولیکن صاف ہوکر
کرین نہ اس بیان مین ہی جہانتک
ہوئی ہر کسقدر یان سعی مصروف
بتحسین وستایش کا ہون خواہان
مجھے پروا نہین مطلق کسی کی
ہمین ہر دم صلاح کل ہی مقصود
[illegible] سا دیدہ حق بین کو وا کر
[illegible] جانے بھی ہو ذکر کیا ہی
[illegible] مضمون لکھا ہی دفتر

ہوا پورا یہ میرا قول فیصل
سراسر طالب انصاف ہوکر
تردد کا نہین چھوڑا نشان تک
عیان ہی جو بیان فہم لی ست معروف
نہ تشنیع خلائق سے ہراسان
نہ خاطر ہی وہان ملحوظ کسی کی
نہ دل سے فلاح کل ہی مقصود
درون سے کہ فہ نخوت کو مٹا کر
تمہاری کشمکش کا فیصلہ ہی
کہ عقل و نقل دو شاہد ہین اسپر

اُسی کے فضل سے امید ہی اب
یقین ہی سب کی ہووے گی تشفی
بہ ترتیبے کہ میباید و شاید
صلا اسکا نہین چاہتا ہون ماللہ
کوئی دشمن کہے یا دوست جانے
طرفداری کیا حق سے غرض ہی
مجبو کر چکا مین جانفشانی
ادھر دیکھو کہ کیا طرفہ بیان ہی
چلو اسپر کہ رب اسکو منظور
روایت یاد ہی جو سب جنکے

اگر دیکھین اسکو ملکر سلیمن سب
رہیگا شک [illegible] کچھ بھی باقی
بہ ترکیبے کہ زنگ دل زداید
کسی سے انما اجری علی اللہ
کرے تسلیم یا ضد سے نمانے
تعصب کا نہ باطن مین مرض ہی
تمہارا کام ہی اب قدردانی
نہ طرفہ ملکہ کیا تحفہ بیان ہی
رہو افراط اور تفریط سے دور
پسند طبع ہو اسکو وہ دیکھے

اگر با اینہمہ زنگار دل کا — نہ چھوٹے اور نہ نکلے خار دل کا
مقام حیف ہی اور جائے افسوس — یہی کہنا پڑیگا ہائے افسوس

بزرگون چھوڑو اس جنگ و جدل کو — یہودون اور نصاری کے عمل کو
ہلاک سرسری ہی یہ جھگڑنا — قرآن مین اختلاف کیسین لڑنا

کچھ اُس اللہ کی رحمت تو دیکھو — رسول اللہ کی شفقت تو دیکھو
خدائے پاک کی بخشش تو دیکھو — شہ لولاک کی کوشش تو دیکھو

عجب ہو وائے کیا کیا خوان نعمت — ملین اور تسپر یہ کفران نعمت
اور اب اور بھی اک ہی گذارش — کوئی منکر جو پاوے دلمین خارش

ثنا نے خواہ نخواہ لٹکا نکالے — کہو اُسکو نکالے کیا نکالے
کرے مانی الضمیر اپنا عیان وہ — جتاوے شوق سے چون و چنان وہ

غرض جو بولنا ہووے تو بولے — زبان کو کھولنا ہووے تو کھولے
اجازت ہی اُسے کس طرح حاصل — بنے خواہ مدعی یا ہووے سائل

کرے جی بھر کے بنسے بحث تکرار — نمانین گے مگر ہم صرف انکار
گذارے شاہد اپنے مدعا پر — وگرنہ بس یہی کہدو بکا کر

کسی نے سر اہی کیا ہی گفتگو کا — یہان نمرہ ہی اب لن تفعلو کا
لطیفا ہو چکا اتمام حجت — کیا تو نے ادا حق نصیحت

سخن کر مختصر رکھدے قلم کو — یہان سے مت بڑھا آگے قدم کو
جسے کچھ عقل و دین کا ہی مس ہی — خود اُسکے واسطے اتنا ہی بس ہی

پذیرد ہر کرا از اہل یقین ست — کلام حق ہدی للمتقین ست
مطیع النفس کب ہوتا ہی قائل — ہزارون کیون نہ کھلادو دلائل

سمایا جسمین ہی جہل مرکب — خودی سے ظرف ہی جسکا لبالب
کبھی افسون کا جاتا ہی تحکم — فدعہم کیف ما کانوا و ذرہم

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الذی نزل الفرقان لیکون فاصلا بین الحق والباطل والنعم علینا بمواہبہ السابغۃ الہاطل والصلوۃ والسلام علے خیر خلقہ محمد الذے بین الحرام والحلال وفصل الہدایۃ والضلال وعلی آلہ واصحابہ الذین فازوا مدارج التحقیق وسلکوا مسالک التدقیق اما بعد مخفی نرہے کہ زمانہ خیر و برکت مین کتاب لا جواب ارشاد فی مسئلۃ الضاد تالیف منیف جناب مولانا مولوی محمد عبد اللطیف صاحب جو طالبین راہ ہدایت کو کحل البصر اور گم گشتگان چاہ ضلالت کو حق نما رہبر ہی باہتمام تام ذی الہمۃ المتین منشی محمد فخر الدین مالک مطبع فخر المطابع ابن جناب حاجی محمد یعقوب صاحب مرحوم مغفور بماہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۲۱ ھجری بنوی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مطابق فروری سنہ ۱۹۰۴ مطبع فخر المطابع لکھنؤ وکٹوریا گنج مین طبع ہو کر ہدیہ ناظرین والا تمکین
وانا العبد الکئیب راجی الی رحمۃ ربہ العلی محمد جعفر علی نجیبوی مصحح مطبع